# گارساں دتاسی

رسالہ ہندستانی بابتہ اپریل سنہ ۱۹۳۱ع

از ڈاکٹر محی الدین قادری زور ایم-اے، پی-ایچ-ڈی

ہندستانی اکیڈیمی، صوبۂ متحدہ، الہ آباد

# گارساں دتاسی

( از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ایم ۔ اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی )

گارساں دتاسی اُردو ادب کا ایک قابل وقعت محسن ہے ۔ اس کے احسان نہ صرف اس لیے یاد رہیں گے کہ اس نے ہندوستان سے دور ایک غیر ملک میں بیٹھ کر ہماری زبان اور ادب کی عمر بھر خدمت کی بلکہ اس لیے بھی کہ اس کے زمانے میں خود ہمارے ادیب اپنے علمی اور ادبی خزانوں کی صحیح قدر و قیمت سے ناواقف تھے ۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے اُردو ادب پر تحقیقات شروع کی ۔ اس کے مصنفوں اور تصنیفوں پر نا قدرانہ نظر ڈالی اور فرانسیسی زبان میں ہندستانی ادب کی ایک مبسوط تاریخ لکھ کر تین جلدوں میں شایع کی ۔

یہ گارساں دتاسی ہی تھا جو اُردو کے مایۂ ناز قدیم شاعر ولی کے کمال سے سب سے پہلے واقف ہوا اور اس کے کلام کے متعدد نسخوں کے مقابلے کے بعد ایک قابل یادگار دیوان شایع کرایا ۔ نہ صرف یہی بلکہ بہت کم اُردو داں اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس فرانسیسی محقق نے ہماری زبان اور ادب کے متعلق ( ۳۰ ) سے زیادہ کتابیں اور رسالے لکھے اور شایع کیے ۔ اُردو ادبیات کی تمام تاریخ چھان ڈالیے بہت کم ادیب آپ کو ایسے ملینگے جنھوں نے اپنی زبان اور ادب میں اس قدر کام کیا ہو ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت تک اُردو کے بعض رسالوں میں اس فرانسیسی محقق کی ایک دو کتابوں کا کچھ سرسری ذکر کیا گیا ہے ۔ حیدرآباد دکن کے ایک رسالہ "تحفہ" میں چند سال قبل دتاسی کی معلومات کی بعض غلطیوں پر روشنی ڈالی گئی تھی اور انجمن ترقی اُردو کے رسالے میں اُس کے چند خطبوں کے اُردو ترجمے بھی

شایع ہوئے ہیں لیکن اس کي زندگي اور اُردو سے متعلقہ کارناموں کي نسبت اب تک کسي قسم کي معلومات اُردو تو اُردو کسي اور زبان میں بھي نہیں شایع ہوئي -

اُردو کي لسّاني ساخت پر عملي تحقیقات کرنے کے سلسے میں ۱۹۲۹ع میں جب میں نے دوبارہ یورپ کا سفر کیا تو فرانس میں ایک سال سے زیادہ قیام کر نے کا موقع ملا - وہاں کے متفرق کتب خانوں کے اُردو مخطوطوں کا میں اپنے پہلے ہي سفر میں مطالعہ کرچکا تھا اور اسي ضمن میں گارساں دتاسي کی ہندستانی زبان کے متعلق اس قدر فرانسیسي کتابیں نظر سے گزري تھیں کہ ان پر کچھہ لکھنے کو بے اختیار جی چاہتا تھا - چنانچہ اس دوسرے سفر میں چھٹیوں وغیرہ میں جس قدر موقع مل سکا فایدہ اُٹھانے کی کوشش کي گئي اور آخر کار اس قابل عظمت محقق کي نسبت جو کچھہ معلومات حاصل ہو سکیں ان کا ایک مختصر سا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے :—

## علمی نشو و نما

دتاسي فرانس کا مشہور بندرگاہ مار سیل میں سنہ ۱۷۹۴ع میں پیدا ہوا - علوم متداولہ کي تحصیل کے بعد جب مشرقی زبانوں کا شوق اُبھرا تو تیئس سال کي عمر میں وہ سنہ ۱۸۱۷ع میں پیرس پہونچا جہاں موسیو سلوستر دي ساسی (M. Silvestre de Sacy) السنۂ مشرقیہ کے پروفیسر کي حیثیت سے مشہور ہو چکا تھا - دساسی نے اس نوجوان کا پدرانہ شفقت کے ساتھہ خیر مقدم کیا اور اس قدر خلوص اور توجہ کے ساتھہ تعلیم دي کہ گارساں دتاسي نے بہت جلد عربي اور ترکی زبانوں پر دسترس حاصل کرلي - ان زبانوں سے اس نے فرانسیسی میں جو اعلیٰ درجے کے ترجمے کیے ہیں وہ اس امر کے شاہد ہیں کہ دساسی اپنے شاگرد

کو کامیاب بنانے میں کس خلوص کے ساتھہ مصروف تھا - اور یہي وجہ تھي کہ گارساں دتاسي کے دل میں اپنے اُستاد کي شفقت اور خلوص کی یاد آخر عمر تک تازہ رهي -

عربی اور ترکي زبانوں کي تحصیل هي کے دوران میں دتاسي کو فارسي کا شوق پیدا هو گیا - اور فارسي ادب نے اس کو اِس قدر لُبھایا کہ اس زمانے میں اس نے دو تین فارسي کارناموں کا بھي فرانسیسي زبان میں ترجمہ کیا - ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر "منطق الطیر" کا ترجمہ هے - اس ترجمے کے ساتھہ دتاسي نے اس کتاب پر ایک مقدمہ بھي شایع کیا جس میں اس نے "ایرانیوں کی فلسفیانہ اور مذهبي شاعري" پر بحث کی هے -

غالباً فارسی کتابوں هی کے مطالعہ سے دتاسي کو تصوف کا شوق پیدا هوا اور یہ وہ شوق هے جو ایک دفعہ پیدا هوجانے کے بعد بہت کم دور هوتا هے - چنانچہ دتاسي بھي اس میں اس قدر محو هوگیا کہ تمام عمر صوفیاء کے عقائد اور انهی سے متعلقہ مسائل کا مطالعہ کرتا رها - اور شاید اس کا یہي شوق تصوف تھا جس نے اس کو هندستاني مصنفین کي طرف متوجہ کیا اور جس کي وجہ سے اس نے نہ صرف هندستانی سیکھہ لي بلکہ اس پر قابل وقعت کام کیے -

## اُردوے شغف اور دیوان ولي

راقم نے دتاسي اور اس کے کارناموں کي نسبت جو معلومات بہم پہونچائی هیں ان کے مطابق میر تقي میر کی مثنوی اژدر نامہ ان چند اردو کتابوں میں سے هے جو ابتدا میں دتاسي کو پسند آئین - اور جن کا فرانسیسی زبان میں اس نے ترجمہ کیا - میر کي اس مثنوي کا فرانسیسی

ترجمہ ۱۸۲۶ع میں "Conciles aux mauvaise poets" Paris (Doudey-Dupre) کے نام سے شایع ہوا -

جب دتاسی کے استاد سلوستر دساسي نے دیکھا کہ اسکا قابل فخر شاگرد هندستانی ادبیات کا ماهر هو کر اس میں اس قدر دلچسپی لے رہا ھے تو اس نے حکومت سے درخواست کي کہ مدرسۂ السنۂ مشرقیہ میں هندستانی زبان و ادب کے لیے بهي ایک پروفیسري کي جگہ قایم کی جاے چنانچہ موسیو دمارتگ ناک (M. de Martignac) کے مختصر سے عہد وزارت میں مشہور مستشرق کي یہ سفارش منظور کرلی گئي اور دتاسي سنہ ۱۸۲۸ع میں هندستانی کا پروفیسر هو گیا -

اس خدمت کو حاصل کرنے کے بعد سب سے پہلے دتاسي نے اپنے شاگردوں کی شہرت کے لیے هندستاني زبان کا ایک قاعدہ مرتب کیا جو سنہ ۱۸۲۹ع میں Rudiment de la langue Hindoustanie کے نام سے شایع هوا - تین چار سال بعد دتاسي نے اس قاعدے کا ایک ضمیمہ لکھنے کي ضرورت محسوس کی چنانچہ یہ ضمیمہ بهي ۱۸۳۳ع میں شایع هوگیا -

طالبعلموں کي ضرورتوں کو پورا کرتے رهنے کے ساتهہ ساتهہ دتاسي اپنے ذوق کے مطابق اُردو شہ کاروں کے مطالعہ میں بهي مصروف تها - چنانچہ اِنہیں دو تین برسوں میں وہ کلیات ولي پر کام کرتا رہا - اس شاعر کا نام اس کو اس قدر پسند آیا کہ اس نے هندستان سے اس کے متعدد قلمی نسخے منگائے - اُن کا ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور عرصۂ دراز کي محنت کے بعد ایک قابل قدر دیوان مرتب کیا جو سنہ ۱۸۳۴ع میں پیرس کے شاهی کتب خانے سے شایع هوا -

اس کام میں دتاسي نے جس توجہ اور دلچسپی کو ملحوظ رکھا اس کا اندازہ دیوان ولي کے اُن مخطوطوں کي طویل فہرست کے مطالعے سے

هو سکتا هے جو دتاسی نے جگه جگه سے ملنا کر جمع کیے تھے اور جن کا تذکرہ آیندہ صفحات میں دکّنی مخطوطوں کے سلسلے میں پیش کیا گیا هے -

دتاسي کا کلیات ولی کئي حیثیتوں سے قابل قدر هے اس کے ذریعه سے دتاسی نے نه صرف ایک حقیقي شاعر کو صحیح عظمت اور مقبولیت سے روشناس کیا بلکه اُردو دنیا کے لیے قدیم شاعروں کے کلام کو سلیقه سے ترتیب دینے کا ایک لایق تقلید نمونه بھي پیش کیا لیکن اس نمو نے کے باوجود بھي اُردو کے بہت کم شاعروں کے کلام اس اِحتیاط اور توجه کے ساتھه شایع کیے گئے هیں -

جہاں دتاسی ولی جیسے عظیم‌الشان شاعر کے کلام میں محو تھا ایک اور اُردو کتاب بھي اس کے زیر مطالعه تھي - یه تحسین‌الدین کي مثنوي " کامروپ " هے - اس کتاب کي طرف دتاسی کي توجه غالباً اسي سے مُنعطف هوئي که وہ ایک طویل مسلسل نظم تھی اور یه وہ چیز هے جس کي ولي کے یہاں کمي تھي - چنانچه دتاسی نے کامروپ کا فرانسیسي میں ترجمه کیا اور یه ترجمه بھي سنه ۱۸۳۴ع میں شایع هوا -

اس کام کی خوبي اور مقبولیت کا اس واقع سے اندازہ هوگا که اس ترجمے کی اشاعت کے بعد ایک سال کے اندر دتاسي اصل اُردو کامروپ کو شایع کرنے پر مجبور هوگیا - اس کے بھي اس فرانسیسي محقق نے کئي قلمی نسخے جمع کئے تھے - یه کتاب پیرس کے شاهي کتب خانے سے سنه ۱۸۳۵ع میں چھپ کر نکلي - اس سال دتاسي نے اُردو کي ایک اور مسلسل کتاب گُل بکاؤلي کا فرانسیسي زبان میں خلاصه شایع کیا -

# تاریخ ادبیات هندوي و هندستانی

ان ابتدائي کاموں کے بعد دتاسي کو اُردو ادب کا خاصا ذوق پیدا ھوگیا تھا۔ اس اثنا میں اس نے ھندستاني مصنفین کي بہت سی کتابیں اور تقریباً جملہ تذکرے اپنے کتب خانے میں جمع کر لیے تھے جو انگریز یا فرانسیسي ھندستان آتے تھے دتاسي ان سے مراسلت کر کے اُردو مخطوطے اور مصنفین کے حالات طلب کیا کرتا چنانچہ اس مضمون کے آخري حصے کے مطالعے سے واضح ھوگا کہ اس سلسلے میں اس زمانے کے تمام مستشرقین سے اس کي شناسائي ھوگئی تھي - نیز ھندستانی ادبیات کي ضمن میں تیس چالیس یورپین افراد سے اس کو تعلق رھا ھے -

خوش قسمتی سے دتاسي کي کاوشیں اکثر دفعہ کارگر ھوئیں - اس کا گھر ھندستان کے شاھي اور دوسرے عالی‌شان کتب خانوں کے بعض اچھے مخطوطوں یا ان کي نقلوں سے مالا مال ھوگیا - مطبوعہ کتابیں اس کے ھاں بطور تحفہ آنے لگیں اور بعض دفعہ اس کے لیے اس کے دوستوں نے خود مصنفین سے ان کے حالات دریافت کرکے روانہ کیے -

ان تمام سہولتوں کا نتیجہ یہ ھوا کہ دتاسي چار پانچ سال کي محنت کے بعد ھندستانی ادب کی ایک تاریخ مرتب کرنے میں کامیاب ھوگیا جو سنہ ۱۸۳۹ع میں "تاریخ ادبیات ھندوي و ھندستاني" کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں پیرس کے شاھی کتب خانے سے شایع ھوئی - یہ تاریخ نہ صرف یورپی زبانوں میں اِس موضوع پر اپنی قسم کي پہلي چیز تھي بلکہ خود اُردو میں بھي اس طرح کا کوئی کام اس وقت تک نہیں کیا گیا تھا یہ واقعي ایک حیرت کي بات ھے کہ ایک غیر شخص ھماري زبان و ادب کي تاریخ لکھ کر ھمارے سامنے پیش کرتا ھے -

دتاسي کا یہ کارنامہ دیوان ولي کي اشاعت سے بھي زیادہ اھم ھے -

گو اس میں بعض جگہ غلطیاں دکھائی دیتی ہیں لیکن اس زمانے کی معلومات کے لحاظ سے ان غلطیوں کا پایا جانا ایک فطری بات تھی ۔ جس قدر مواد اُردو تذکروں ، مخطوطوں کی اندرونی شہادتوں اور ادیب مستشرقین کے بیانات سے حاصل ہو سکا اس کو دتاسی نے خاص سلیقے اور خوبی سے ایک کارآمد کتاب کی شکل میں پیش کردیا ہے ۔ ہمارے تذکرہ نویسوں کے مبالغہ آمیز بیانات اور مُبہم اسالیب بیان اکثر دفعہ خود ہماری زبان کے اہل تحقیق ہی کو پریشان کردیتے ہیں گارساں دتاسی تو ایک بالکل غیر ملک اور غیر طرز تمدن کا پروردہ تھا ۔ اس کو ان کتابوں سے اصل مطلب اور کام کی باتیں حاصل کرنے میں جو دقت حاصل ہوئی ہوگی اس کا اندازہ ہم اُردو داں بہت کم کر سکتے ہیں ۔

دتاسی کی کتاب کی سب سے زیادہ مفید خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک سائنٹیفک تاریخ ادبیات اُردو ہے ۔ ہمارے تذکرہ نویس ، شاعروں کے اصل حالات زندگی اور خصوصاً ان کی تاریخ پیدایش و وفات یا کتابوں کے سنینی تصنیف کے اظہار میں ہمیشہ غافل رہے ہیں ۔ دتاسی کو بھی اس کی بڑی سخت شکایت ہے ۔ اس نے ضروری حالات اور معتبر تواریخ معلوم کرنے کی حتی الامکان کوشش کی ہے اور ان تاریخوں وغیرہ کے لحاظ سے تو دتاسی کا یہ کام بے حد قابل قدر ہے ۔

یہ کارنامہ ابھی اختتام تک نہیں پہنچا تھا کہ اِسکی اہمیت کا دتاسی کے ہم وطن ہم عصروں نے اندازہ لگا لیا ۔ فرانسیسی علما اس کی مشکلات اور کام کی خوبی سے اس قدر متاثر ہوے کہ "تاریخ ادبیات ہندوی و ہندستانی" کی اشاعت سے ایک سال قبل ہی یعنے سنہ ۱۸۳۸ع میں گارساں دتاسی کو فرنچ آکیڈیمی کا رکن بنا لیا ۔ یہ وہ عزت ہے جو فرانس میں بہت کم ادیبوں اور محققوں کو اس عمر میں حاصل ہوتی ہے ۔

دتاسی کی تاریخ ادب صرف فرانس ہی میں نہیں بلکہ انگریز مستشرقین

میں بھي قدر کي نگاھوں سے دیکھي گئی چنانچہ اس کي اشاعت کے بعد ھي اُنھوں نے ھندستانیوں میں اس کے ترجمے کا خیال پیدا کیا اور آخر دھلي کالج کے پروفسر مولوي کریم‌الدین نے اپني کتاب طبقات الشعراء اسي فرانسیسي تاریخ کے ایک آزاد ترجمے کے طور پر شایع کي -

اس سلسلے میں مولوي کریم‌الدین اور دتاسي کے درمیان مراسلت بھي جاري ھو گئي چنانچہ دتاسي کے مخطوطوں میں سے ایک دو ایسے بھي ھمارے نظر سے گزر تے ھیں جن کو مولوي کریم‌الدین نے اس محقق کے یہاں بطور تحفہ روانہ کیا تھا -

## ھندی کا شوق اور افتتاحیہ خطبے

تاریخ کی اشاعت کے بعد دتاسی کچھہ عرصہ تک درس و تدریس ھي میں مشغول رھا اور اس بات کي کوشش کي کہ ھندستانی کی دوسري شاخ ھندي پر اور زیادہ مہارت حاصل کرلے - اس نے اپني تاریخ میں ھندي مصنفین کا بھي ذکر کیا ھے لیکن اب اس نے محسوس کیا کہ اس طرف اور بھی توجہ کرنے کی ضرورت ھے -

ساتھہ ھی گارساں دتاسی نے اردو کام کو بھي ھاتھہ سے نہیں چھوڑا چنانچہ سنہ ۱۸۴۵ع میں میاں مسکین کے ایک مرثئے کا فرانسیسی ترجمہ شایع کیا اور اسي زمانہ میں گورنر جنرل لارڈ ایلن برو کے اس فرمان کا بھی ترجمہ چھپوایا جو مندر سومنات کے دروازوں سے متعلق شایع کیا گیا تھا -

پیرس کے مدرسۂ السنۂ مشرقیہ میں ھندستاني کے ساتھہ ساتھہ دتاسي ھندي بھي پڑھا یا کرتا تھا لیکن فرانسیسي زبان میں اس کا کوئي قاعدہ نہیں تھا - چنانچہ یہ کام بھي دتاسي ھي کو کرنا پڑا - اور ھندستاني قواعد کي اشاعت کے اٹھارہ سال بعد سنہ ۱۸۴۷ع میں اس

نے "قاعدۂ زبان ھندوي" کے نام سے ایک کتاب شایع کي جو اپنے موضوع کے لحاظ سے بالکل نئي اور کار آمد چیز تھي - ؎

ان تمام کاموں کے بعد دتاسي کي شہرت ھندستان میں پھیل چکي تھی اور نہ صرف انگریز بلکہ ھندو اور مسلمان ادیب بھي اس کے یہاں اپنے کام تنقید و تبصرہ کے لیے روانہ کرنے لگے - اس طرح دتاسي کي ایک بہت بڑي ضرورت پوری ھوگئي - اور بغیر زیادہ کد و کاوش کے اس کے گھر ھندستاني ادبیات کا ذخیرہ جمع ھونے لگا -

جب دتاسي نے دیکھا کہ ھندستان سے مستقل طور پر معلومات حاصل کرنے کے ذریعے پیدا ھوگئے ھیں - تو اس نے ھر تعلیمي سال کے آغاز پر اپنے معمولی درسوں سے پہلے ایک خطبۂ افتتاحیہ پڑھنا شروع کیا اس خطبے میں وہ سال گذشتہ کی جملہ ھندستاني ادبي اور علمی تحریکوں پر نظر باز گشت ڈالتا تھا - اس قسم کا پہلا خطبہ غالباً سنہ ۱۸۵۰ء میں شایع ھوا -

دتاسي کے یہ خطبے تاریخي حیثیت سے بے حد قیمتي ھیں - ان سے ھندستانی زبان و ادب کی سالانہ ترقي سن وار محفوظ ھوگئی ھے اور محققین کے لئے ایک نہایت مفید مواد حاصل ھوگیا ھے - خوش قسمتي سے ان میں سے بعض مطبوعہ خطبوں کے اردو ترجمے انجمن ترقي اردو کے رسالے میں شایع ھوچکے ھیں - جن کے مطالعہ سے وہ لوگ جو فرانسیسي نہیں جانتے ان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا سکتے ھیں -

ان خطبوں نے دتاسي کے زمانے میں ھندستاني ادبیات کي حمایت و اشاعت کا بھي بہت کچھہ کام کیا ھے - چنانچہ دتاسي کی وفات کے بعد فرانسیسي اکیڈیمي کے صدر نے مجلس میں سرکاری طور پر جب اس کے اوصاف بیان کیے تو دوران تقریر میں ان خطبوں

کا بھی ذکر کیا ھے ۔ اس کے الفاظ کا اردو ترجمہ یہ ہے :—

" مدرسۂ السنۂ مشرقیہ کے پروفیسر کی حیثیت سے دتاسی ہر سال اپنے لکچروں کو ایک خطبے سے شروع کرتے تھے جس میں وہ گذشتہ سال کی ادبی تحریکات ہند پر نظر ثانی کرتے ۔ یہ تبصرہ اس قدر صحیح اور ثقہ ہوتا تھا کہ اس کو نہ صرف اہل فرانس ہی پڑھتے بلکہ انگلستان، روس اور ہر اس جگہ کے لوگ جہاں مشرق سے دلچسپی لی جاتی، اس تبصرہ کا غور و خوض سے مطالعہ کرتے تھے خود ہندستان میں ہمارے رفیق کار کی رائے کو بڑی وقعت سے دیکھا جاتا تھا " ۔

اس اثناء میں دتاسی کی نظر سے ایک اردو ڈرامہ گذرا، اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ اردو ادب میں اس صنف کی قابل افسوس کمی ہے اس لئے اس ڈرامے کو اس نے غور سے پڑھا، اور نہ صرف یہی بلکہ، اس کا فرانسیسی میں ترجمہ بھی کیا جو سنہ ۱۸۵۰ع میں شایع ہوا ۔

اوپر یہ ذکر آچکا ہے کہ اس زمانے میں دتاسی ہندی کی طرف بھی متوجہ تھا ۔ اس سلسلے میں یہاں یہ امر قابل اظہار ہے کہ سنہ ۱۸۵۲ع میں اس نے " شکنتلا ناٹک " کا ایک فرانسیسی ترجمہ شایع کیا ۔

دوسال بعد سنہ ۱۸۵۴ع میں دتاسی نے ایک اور دلچسپ کام ختم کیا یعنی " ہندستان کی عورت شعرا " پر اس نے ایک کتاب شایع کی جو اپنے موضوع کے لحاظ سے واقعی نئی چیز تھی ۔

دوسرے ہی سال یعنی سنہ ۱۸۵۵ع میں دتاسی کی ایک اور قابل قدر کتاب شایع ہوئی ۔ جس کا نام " ہندستانی مصنفین اور ان کے کار نامے " ہے ۔ یہ کتاب گو ضخیم نہیں ۔ لیکن تاریخ ادبیات اردو لکھنے والے کے لیے نہایت

مفید ھے - اور حوالہ جات کی کتابوں میں خاص اھمیت رکھتی ھے -

اس کے بعد کے دو برسوں میں اگرچہ اس فرانسیسی محقق کی کوئی خاص کتاب شایع نہیں ھوئی لیکن یہ ملحوظ رھے کہ وہ ھرسال جو خطبۂ افتتاحیہ پڑھا کرتا تھا وہ ساتھ ھی ایک رسالہ کی شکل میں شایع ھو جاتا تھا - اس موقعے پر اس امر کی طرف اشارہ کردینا ضروری ھے کہ قدر سنہ ۱۸۵۷ع کے بعد اس نے جو خطبہ لکھا وہ اس زمانے کے قیامت خیز واقعات کا ایک ھم عصر تبصرہ ھونے کی وجہ سے نہایت قیمتی ھے -

اس عرصے میں دتاسی نہال چند لاھوری کی کتاب "تاج الملوک و بکاؤلی" پر بھی کام کرتا رھا تھا چنانچہ اس کا ترجمہ سنہ ۱۸۵۸ع میں شایع ھوا -

## سنہ ۱۸۶۰ع سے سنہ ۱۸۷۵ع تک

اب دتاسی بہت بوڑھا ھو چلا تھا مگر اس کی علمی دلچسپیاں اور کام کاج برابر جاری تھے - اس کی عمر پینسٹھ سے زیادہ تھی جب اس نے سر سید احمد خاں کی مشہور کتاب "آثارالصنادید" کا فرانسیسی ترجمہ کرنا شروع کیا - اس کتاب کی موجودہ ادبی اور تاریخی اھمیت سے اھل نظر نا واقف نہیں ھیں - لیکن ستر برس پہلے ایک اجنبی پروفیسر کا اپنے بڑھاپے میں اس کے ترجمے کا ارادہ کرنا ظاھر کرتا ھے کہ اس کتاب نے اس کو کس قدر متاثر کیا تھا اور یہ بھی کہ دتاسی کا ذوق علم کس قدر اعلیٰ تھا کہ اس کتاب کو ترجمے کے لیے فوراً انتخاب کرلیا - یہ ترجمہ سنہ ۱۸۶۱ع میں پیرس کے شہنشاھی مطبع سے چھپ کر نکلا -

دوسال بعد سنہ ۱۸۶۳ع میں دتاسی نے اپنے قدیم "قاعدہ زبان ہندستانی" پر نظر ثانی کر کے اس کی دوسری طبع شایع کی - یہ کتاب پہلی دفعہ سنہ ۱۸۳۳ع میں شایع ہوئی تھی - اور تیس سال کا درمیانی عرصہ درس و تدریس کے عملی تجربوں کے لحاظ سے کافی سبق آموز تھا ؛ بعد کے چند مہینے اُردو "اخوان الصفا" کے اقتباسات کے ترجمے میں گزرے - اور یہ ترجمہ سنہ ۱۸۶۴ع میں شایع ہوا -

اس کے بعد پانچ چھہ برس تک دتاسی نے کوئی نیا کام نہیں کیا البتہ سالانہ افتتاحیہ خطبے تیار کرتا رہا جو ہر سال وسعت معلومات اور پختگی نقطۂ نظر کی وجہ سے زیادہ پُر لطف اور مفید ہوتے جاتے تھے -

اس عرصے میں "تاریخ ادبیات ہندی و ہندستانی" کو چھپے ہوئے تیس سال سے زیادہ گذر چکے تھے - اور درمیانی زمانے میں گارسان دتاسی کی معلومات طوفانی رفتار کے ساتھہ ترقی کرچکی تھیں اس لحاظ سے ضروری تھا کہ وہ اس پر نظر ثانی کرتا - چنانچہ خوش قسمتی سے پچھتّر برس کی عمر میں وہ یہ کام بھی کرسکا - اور اس کی تاریخ کی دوسری طبع ؛ اس دفعہ تین جلدوں میں ؛ سنہ ۱۸۷۰ع میں شایع ہوئی -

اس طبع کے وقت وہ پروفیسر اور محقق کی حیثیت سے بے حد مشہور ہوچکا تھا - دنیا کے ہر مہذب ملک میں اس کے قدردان پیدا ہو گئے تھے - بادشاہوں کے درباروں سے اس کو بڑے بڑے خطابات عطا کئے گئے تھے - اس کی جماعتوں میں طالب علموں کی کثرت تھی اور اکثر نوجوان مستشرق اس کے اسّی سال کے تجربوں اور معلومات سے فائدہ اُتھانے کے لئے اس کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اس کی اس مقبولیت کا اندازہ اس مضمون کے مطالعہ سے ہوسکتا ھے جو فرانس کے ایک مشہور رسالہ "صحیفۂ علماء" (Journal des Savants) کے مئی سنہ ۱۸۷۵ع

کے نمبر میں شایع ہوا تھا ـ اس مضمون نگار کا نام ' بار تھیلمی سان هلیر ' ـ (B. Saint-Hilaire) تھا وہ اپنے مضمون کو جن الفاظ میں ختم کرتا ہے ان کا اُردو ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے تا کہ دتاسی کی نسبت اس کے ایک هم عصر کي رائے معلوم ہوسکے :—

" آج پچاس برس کا عرصہ گذر گیا کہ دتاسي اس کام ( یعنے پروفیسري ) کو نہایت خوبی اور کمال سے انجام دے رہے ہیں اور اُن کے شاگردوں کي تعداد خاصي ہوگئي ہے " ـ

## آخری زمانہ

دتاسي کي زندگي کے آخري سال کچھہ کم مشغولیت میں نہیں گذرے ـ وفات سے ایک دو سال پہلے یعنے سنہ ۱۸۷۶ع میں اس نے ایک اور اهم کام ختم کیا ـ اس کي عمر بیاسي سال کي تھی جب اس کا یہ کارنامہ شایع ہوا ـ یہ کتاب هندستاني ' عربي ' فارسی ' اور ترکی مقبول عام نظموں ' مقولوں ' اور تلمیحوں کے فرانسیسی ترجموں کا مجموعہ تھي ـ اس کی خوبي اور اهمیت کا اندازہ اس امر کے اظہار سے ہو سکتا ہے کہ یہ ایک ایسے مستشرق کي مسلسل محنت اور حصول معلومات کا نتیجہ ہے جس نے اپنی زندگي کا کل بہترین زمانہ یعنے ساتھہ ستّر سال اسلامی زبانوں ' تہذیب اور ادبیات کے مطالعے اور درس و تدریس میں گذار دیا ـ

اس دلچسپ کتاب کي ترتیب کے ساتھہ ساتھہ دتاسي ایک اور اهم علمی خدمت میں مشغول تھا ـ چونکہ وہ خود بوڑھا ہو گیا تھا ـ اس لیے اپنے شاگرد رشید ڈیلا نکل (F. Delancle) سے اس نے ایک " هندستاني فرانسیسي اور فرانسیسي هندستاني لغت " تیار کرنے کي فرمایش کی ـ اور خود اس کام کی شروع سے آخر تک نگرانی کرتا رہا ـ یہ اعلیٰ درجے کا کارنامہ بھي سنہ ۱۸۷۶ع میں شایع ہوا ـ

ان دو اهم کتابوں کي اشاعت کے کچھہ عرصہ بعد هي دتاسي نے میر امن کی "باغ و بہار" کا فرانسیسی ترجمہ شروع کیا جو سنہ ۱۸۷۸ع میں اُس کي وفات سے چلد مہینے پہلے چھپ کر نکلا - لیکن یہ کتاب دتاسي کا آخری کار نامہ نہیں تھی - اس کی آخري کوشش "مسلمانوں کے نام اور خطاب" کے نام سے شایع هوئي اس کتاب کا موضوع بھی ظاهر کرتا هے کہ یہ فرانسیسي محقق اپني آخري عمر میں اسلام اور مسلمان پر کام کرنے میں مشغول تھا - اور اسلامی تصوف کا وہ ذوق جس نے پچیس تیس برس کی عمر میں اس کو اسلامي زبانوں کی تحصیل کی طرف متوجہ کیا تھا ؛ چوراسي برس کی عمر میں یعنی سنہ ۱۸۷۸ع تک اس سے کام کراتا رھا -

دتاسي ایک اَن تھک محنت کرنے والا انسان تھا - اس کی ساري عمر پُر خلوص علمي خدمت میں گذري - فرانسیسي زبان میں هندستاني کے متعلق اس نے جو معلومات منتقل کي هیں انکي معلومات هماري زبان کي نسبت خود انگریزی میں بھي اب تک موجود نہیں - حالانکہ اس وقت تک کئی انگریز علماء اس موضوع پر کام کرتے رهے هیں اور انہیں دتاسي کے مقابلے میں هر طرح کی سہولتیں بھي حاصل رهیں -

دتاسی نے ایک کامیاب زندگي بسر کي - خوش قسمتي سے اس کے زمانہ نے بھي اس کی وسعت معلومات اور غیر معمولی لیاقت سے فائدہ اُٹھانے کي کوشش کی - اور اس کي محنتوں کے بار آور هونے کے لئے هر طرح امداد پہونچائي -

فرانس میں اس کی کماحقہ عزت افزائی هوئي - نہ صرف انسٹیٹیوٹ دي فرانس جیسی رفیع‌الشان مجلس کا وہ رکن بنایا گیا بلکہ "شیوالیر دلا لیژرون دانر" (Chevaliar de la Legion'

(d'honneur.) جیسا اعلیٰ رتبہ بھی اس کو حاصل ہوا - دوسرے ملکوں سے اس کو جو خطابات عطا ہوئے ان کي تفصیل یہ ہے :—

۱ - پرتگال -

"Commandeur del' ordra de saint jaques du Portugal"

۲ - سویڈن -

"Chevalier de' l' E toile Polaire de Suede"

۳ - ہندستان -

Knight of the Imperial order of the star of India"

ان درباری اور سیاسي ہمت افزائیوں کے علاوہ دتاسي کی حقیقي علمي قدر و منزلت اس طرح ظاہر ہوتي ہے کہ وہ پیرس کی مشہور ایشیاٹک سوسائٹي کا نہ صرف بانی تھا بلکہ آخر میں اس کا صدر بھی منتخب ہوا تھا - سینٹ پیٹرس برگ ، برلن ، ویَنا ، فلارنس ، اسپال وغیرہ جیسے اہم مقامات اور دارلحکومتوں کي مشہور علمي اکیڈیمیوں اور مجالس اعلیٰ کا معروف رکن ہونے کے علاوہ دتاسي 'لندن ، کلکتہ اور بمبئي کي ایشیاٹک سوسائیٹیوں کا بھی اعزازی رکن تھا -

لیکن ان تمام اعزازات اور رتبوں کے باوجود گارسان دتاسی ایک منکسر مزاج اور سادہ طبیعت آدمی تھا - اس کي وفات کے بعد اکیڈیمي کے صدرنے اس کے اوصاف میں جو تقریر کي اور جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے - اس کے چند اقتباسات کا ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے - جس سے دتاسي کے اخلاق و عادات پر روشنی پڑتي ہے -

" گذشتہ چہار شنبہ کو موسیو گارسان دتاسي کا جنازہ اُتھایا گیا ان کي خواہش کے مطابق جس کو انہوں نے با ضابطہ ظاہر کیا تھا ، اکیڈیمي سرکاری طور پر ان کے جنازہ کے ہمراہي کے لیے شریک نہیں ہوئی یہ بحیثیت دوستوں کے تھا جو ہم نے ان کے جنازہ کے ہمراہي کي

لاش مارسیلز کو روانہ کی گئي اور کوئی تقریر نہیں کي گئی ۔ اس لیے اب اجازت دیجیے کہ اپنے کھوئے ھوے دوست کو الوداع کہوں ۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

ان کی شہرت ھندستان میں فرانس سے زیادہ تھی ۔ ھندستاني صحیفوں میں ان کي تصویریں چھپیں اور نثر و نظم میں اس مغربی تنقید نگار کي مدح میں گیت گائے گئے ..........................

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

گارسان دتاسی کا نام ایک آن تھک کام کرنے والے ، ایک پختہ مستشرق کي حیثیت سے ھیشہ یادگار رھے گا ۔ لیکن جس چیز کي ھم (جو انھیں جانتے تھے) تعریف کرنے پر مجبور ھیں وہ ان کے اخلاق ، نرم دلي اور نا قابل قبول اِنکسار ھے وہ دوسروں کے مقابلے میں خود کو چھوٹا سمجھنے کے لیے ھمیشہ تیار تھے ۔ وہ علم سے سواے اس کي خدمت کے اور کسي بات کے طلبگار نہ تھے ۔

اپنے آبا و اجداد کے مذھب عیسائیت کے وہ پورے معتقد تھے اور صبر و رضا کے ساتھہ انتقال کیا ۔ ،،

# گارساں دتاسي کے کتب خانے کے قلمي نسخوں کي فہرست

## دکني مخطوطے

۱ ۔ قصص الانبیا — محمد بن حسن الدیلوری المدني کي فارسي کتاب ،، قصص الانبیا ،، کا دکني ترجمہ از عبدالصمد عبدالوھاب خان ابن نصرت خان اصل فارسی کتاب سلبی کی عربی قصص الانبیا کا ترجمہ تھی ۔

خوبصورت مخطوطہ ۔ نظام آباد یا ارکاٹ ( تحصیل محمد پور )

میں سنہ ١٢٣٣ھ (م١٨١٧ع - ١٨١٨ع) نقل کیا گیا - ٢١١ ورق، - کٹلاگ نمبر ٢٧٨٥ -

٢ - خزانۂ عبادت—طویل مثنوی مصنفہ شاہ محمد قادری سنہ تصنیف ١١٩٩ھ (م١٧٨٤ع) دکنی مسلمان اس کتاب کی بہت عزت کرتے ہیں -

مخطوطہ خوبصورت نستعلیق میں ؟ شہر مدراس میں سنہ ١٨٢٨ع میں نقل کیا گیا - کاتب غلام قادر - گارساں دتاسی کو یہ نسخہ پانڈیچری کے موسیو اے سکے (M. E. Sice) نے دیا تھا - ٢٨٧ ورق کٹلاگ نمبر ٢٧٨٦ -

٣ - قصہ فیروز شاہ—مصنفہ محمد عاجز دکنی مصنف لعل و گوہر - یہ مخطوطہ فورٹ ولیم کالج کلکتہ کی ملکیت رہ چکا تھا - کٹلاگ نمبر ٢٨٠٣ -

٤ - قصہ پیغمبران—مُلّا محمد باقر مجلسی کی فارسی کتاب "حیات القلوب" کا اردو ترجمہ - از ولی محمد بن حافظ میران - مخطوطہ پانڈیچری میں نقل کیا گیا - خط خوبصورت ؟ کٹلاگ نمبر ٢٧٨٤ -

٥ - دیوان ولی—شاہ محمد ولی اللہ - جہاں جہاں سمجھ میں نہیں آیا - یا جہاں الفاظ متروک نظر آئے کاتب نے وہاں اپنے زمانے کے الفاظ داخل کردیے ہیں - اس کے علاوہ اکثر دفعہ اُس نے غالباً اپنے اشعار داخل کرکے اس میں ولی سے منسوب کردیا ہے - ١٨٢ صفحات - (اس مخطوطہ کا نام دتاسی نے دیوان ولی مخطوطہ ای (M. E.) رکھا تھا - کٹلاگ نمبر ٢٨٢١ -

٦ - دیوان ولی - یہ مخطوطہ گارساں دتاسی کے مخطوطات دیوان ولی میں سب سے زیادہ مکمل، صحیح ؟ قدیم، اور قابل وثوق ہے -

اسي کے مطابق دتاسي نے اپنا ديوان ولي مرتب کیا تھا - اس کا نام مخطوطه نمبر ۱ (M. A.) تھا - اس کا کاتب غالباً سمجھدار اور محتاط آدمي ھوگا - ۱۲۵ ورق - کتلاگ نمبر ۲۸۲۲ -

۷ - ديوان ولي - مخطوطه د (M. D.) قديم ، نہايت صحيح - ليکن کاتب نے وہ اشعار چھوڑ دیے جن کو وہ سمجھ نہ سکا - يه مخطوطه متوفی ڈبليو پرائس کي ملکيت تھا - اور اسي سے اس متشرق نے اپني " هندستاني گرامر " ميں تين غزليں منتخب کرکے شائع کي ھيں - ۲۷۰ ورق - کتلاگ نمبر ۲۸۲۳ -

۸ - ديوان ولي مخطوطه سي (M. C.) مورخه ۲۹ صفرسنه ۲۲ھ جلوس محمد شاہ - لکھا نہيں کہ کس شہر ميں ، ليکن ظاهر کرتي ھے کہ شمالي هند ميں نقل کیا گيا ۲۰۲ ورق - کتلاگ دنمبر ۲۸۲۴ -

۹ - ديوان ولي مخطوطه ايف (M. F.) نہايت اچھا نسخه - خوبصورت تحرير ليکن نا مکمل - صرف رديف (و) تک کي غزليں شامل ھيں - يه مخطوطه جے - ڈبليو رسل (J. W. Russel) کی ملکيت رہ چکا تھا - اور دتاسی کو مشہور متشرق شکسپير نے ديا تھا - ۱۲۹ صفحات - کتلاگ نمبر ۲۸۲۵ -

۱۰ - ديوان ولي - مغل شاهنشاہ محمد شاہ کے کتب خانے کي ملکيت - نفيس تحرير ، صحيح اور بغير تغير و تبدل کے - ۲۳۰ صفحات - کتلاگ نمبر ۲۸۲۹ -

۱۱ - ديوان ولی - مخطوطه جی (M. G.) مکمل اور بہت اچھي حالت ميں - بغير تاريخ کتلاگ نمبر ۲۸۲۷ -

۱۲ - ديوان ولي - مخطوطه آئی (M. I.) ايس لی پريسان (S. Lee Paraisson) کي ملکيت مورخه سنه ۱۸۰۱ع مکمل - ليکن بعض جگه غلط ، کتلاگ نمبر ۲۸۲۸ -

۱۳ - دیوان ولي - مورخه سنه ۱۷۸۰ع - کپتان فولیس (Faules) کي فرمائش پر نقل کیا گیا تھا - نہایت صاف لکھا ھوا اور مکمل - ۲۵۷ صفحات ، کتلاگ ۲۸۸۹ -

۱۴ - دیوان ولي - خود گارسان دتاسي کے ھاتھہ کا لکھا ھوا نسخہ اس سے کلیات ولي سنہ ۱۸۳۴ع میں شایع کیا گیا - کتلاگ نمبر ۲۸۳۰ -

۱۵ - رسالۂ توحید یا کتاب التصوف - صوفیانہ موضوع پر دکني زبان کي ایک مشہور نظم ، ۲۰۹ اوراق ، کتلاگ نمبر ۲۸۴۵ -

۱۶ - توتي نامہ - بخشي کي کتاب کا دکني نظم میں ترجمہ از مولانا غواصي - نسخہ نہایت قدیم اور خوبصورت خط نستعلیق میں لکھا گیا ھے - حمد و نعمت کے بعد ایک فصل چار صفحے کي سلطان عبداللہ قطب شاہ کي مدح میں لکھي گئي ھے - ۲۰۰ صفحات کتلاگ نمبر ۲۸۴۹ -

۱۷ - لعل و گوھر از محمد عاجز دکني - ایک خوبصورت مجموعے میں شامل ھے - آخر میں سحرالبیان بھي نقل کي گئي ھے - کتلاگ نمبر ۲۸۶۲ -

۱۸ - قصہ لعل و گوھر - از محمد عاجز دکني - ایک مجموعہ میں شامل ھے - جس میں مفرّح القلوب ترجمہ ھتوپدیش بھي منقول ھے - کتلاگ نمبر ۲۸۶۳ -

۱۹ - پنچھي باچھا - منطق الطیر فریدالدین عطار کا دکني ترجمہ از وحیدالدین - مصنفہ سنہ ۱۱۲۴ ( ۱۷۱۲ - ۱۷۱۳ع ) یہ مخطوطہ پانڈیچری کے موسیو سکے کي ملکیت رہ چکا تھا - اور نظام حیدر آباد کے کتب خانے سے نقل کیا گیا تھا - ۱۷۶ اوراق کتلاگ نمبر ۲۸۶۷ -

۲۰ - معراج نامه - از سید بلاقي دکني - مکتوبه سنه ۱۲۱۹ھ (۱۸۰۴ - ۱۸۰۵ع) کاتب شیخ احمد نے نظم کے آخر میں اپني پسند کے اور شعر اضافه کیے هیں - یه کتاب ایک مجموعه میں شامل هے - جس میں ۱۳ متفرق مثنویاں اور غزلیں هیں - کتلاگ نمبر ۲۸۶۹ -

۲۱ - تزویج بي‌بي فاطمه - از بلاقي یا نظام‌الدین یه کتاب بھي متذکرہ بالا مجموعه میں شامل هے -

۲۲ - کھوپري نامه از نظام‌الدین دکني - یسوع مسیح کا ایک قصه - یه بھی متذکرہ مجموعه میں شامل هے - هیر بلوت (D, Herbelot) نے ایک کتاب قصة‌الجمجمه کا ذکر کیا هے - جس میں یهي قصه بیان کیا گیا هے -

۲۳ - قصه دحیا کبلی - ایک صحابی کا قصه - ٹھیٹ دکني زبان میں از عبیدي یا عابدي آخر میں دو قصیدے بھي هیں - مکتوبه سنه ۱۲۲۱ھ ۱۳ صفحات ، یه بھی متذکرہ مجموعه میں شامل هے -

۲۴ - مروي کے احوال ، یا مروي احوال سے ۸۰ صفحات کي مثنوي جس کو دتاسي نے وحید دکنی کے نام سے منسوب کیا هے - متذکرہ مجموعه میں -

۲۵ - قصه حضرت علي سیل - وحیدي دکني مصنفه ۱۲۱۸ھ اس کا اصل نام غالباً وهی هے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے کتب خانے کے نسخے پر لکھا هے - یعني قصه در احوال جان محمد حنیف مکتوبه ۱۲۱۸ھ ۳۷ صفحات متذکرہ مجموعه میں -

۲۶ - مجلس طفلي - یه غالباً مرثیه هے ۲۲ صفحات - غم نامي شاعر سے منسوب هے - جس کے متعلق کوئي معلومات نهیں - متذکرہ مجموعه میں -

۲۷ - قصہ چندر بدن و ماہیار - از میر حیدر شاہ دکنی ۳۱ صفحات - اِس کا ایک نسخہ چندری لال حیدرآباد کے کتب خانے میں تھا - متذکرہ مجموعہ میں -

۲۸ - تولد نامہ خاتون جنت - مثنوی ۵۱ صفحات - نام مصنف نا معلوم متذکرہ مجموعہ میں -

۲۹ - وفات نامہ خاتون جنت - نظم ؛ ۱۵ صفحات ؛ نام مصنف نا معلوم متذکرہ مجموعہ میں -

۳۰ - قصہ ملکہ بادشاہ - نظم از محمد پیر دکنی - مصنف کہتا ہے کہ یہ کتاب فارسی کا ترجمہ ہے - در اصل اس یونانی ملکہ کا قصہ فارسی میں بھی موجود ہے جس کا ایک نسخہ پیرس کے قومی کتب خانے میں محفوظ ہے - ۳۴ صفحات ؛ متذکرہ مجموعہ میں -

۳۱ - قصہ دولی نامہ - مثنوی از شاہ محمد زماں یار دکنی ۱۹ صفحات متذکرہ مجموعہ میں -

۳۲ - قصہ ابوالفیض نوری - نظم نہایت دلچسپ قصہ ہے - از خانی دکنی - ۳۰ صفحات متذکرہ مجموعہ میں -

۳۳ - قصہ ماہ منور سوداگر بچہ وشمشاد بانو دختر فرنگی - از دیدار دکنی نامکمل نسخہ ۲۲ صفحات ایک مجموعہ میں شامل ہے جس میں قصہ رضوان شاہ فایز بھی داخل ہے کتلاگ نمبر ۲۸۷۰ -

۳۴ - قصہ رضوان شاہ از فایز دکنی سنہ ۱۶۸۳ع اشک نے اسی مضمون پر ایک قصہ نثر میں لکھا ہے - ۲۰۲ صفحات متذکرہ مجموعہ -

۳۵ - قصہ شیخ زا ( ضیا؟ ) دکنی میں ایک چھوٹی سی صوفیانہ مثنوی - بحر رمل میں لکھی گئی ہے نسخہ نہایت بے احتیاطی سے نقل کیا گیا ہے - اور مارسل کے کتب خانے کی ملکیت ہے جو قومی کتب خانے کا ناظم تھا - کتلاگ نمبر ۲۸۷۴ -

۳۶ - گلشن عشق - از نصرتي دکني ( ۱۶۵۸ ) یه نسخه لیڈن کي ملکیت رہ چکا تھا - مورخه سنه ۱۷۵۸ ع - از خط رمز علي چشتي ۳۶۸ صفحات کٹلاگ نمبر ۲۸۷۶ -

۳۷ - کریما - پندنامه سعدی؛ فارسي؛ معه ترجمه بزبان دکني اردو ۳۳ صفحات - کٹلاگ نمبر ۲۸۸۸ -

۳۸ - جنگ نامه سہراب و رستم - شاہ نامه کے ایک حصه کا ترجمه از منشي کاظم الدین دکني - سر ریوس شمدي هوٹن کي ملکیت ۴۵۰ ورق - کٹلاگ نمبر ۲۸۹۱ -

۳۹ - ترجمه انوار سهیلی - بزبان دکني - نام مصنف نامعلوم - خوبصورت مخطوطه مورخه سنه ۱۱۷۹ ھ ( ۱۷۰۵ع ) آدم کلارک کي ملکیت کٹلاگ نمبر ۲۸۹۲ -

۴۰ - ترجمه انوار سهیلي - نہایت خوشخط نسخه - هنری چنڈلر ( Henry Chandler ) کي ملکیت - حاشیه پر انگریزي میں نوٹ هیں - ۱۸۰ اوراق کٹلاگ نمبر ۲۸۹۳

۴۱ - دکني غزلیں - چھوٹا خوبصورت مخطوطه - دتاسي کو موسیو اس سکے ( M. F. Sice ) نے دیا تھا - کٹلاگ نمبر ۲۹۱۴ -

۴۲ - ایک دکني قصه - دتاسي کے هاتھه کا نقل کیا هوا - ۵۱ صفحات کٹلاگ نمبر ۲۹۱۵ -

۴۳ - ایک دکني قصه - دتاسي کے هاتھه کا نقل کیا هوا - نام مصنف نا معلوم کٹلاگ نمبر ۲۹۱۷ -

۴۴ - ایک دکني قصه - دتاسي کے هاتھه کا نقل کیا هوا - متذکرہ بالا قصه کے ساتھه شامل هے -

# قلمی اُردو تذکرے

۱ - تذکرہ فتح علي حسيني گرديزي - ۱۱۵۳ھ ( م ۱۷۴۰ - ۱۷۴۱ع )
شمال اور دکن کے سو شاعروں کے حالات - کپتان ٹرویر ( Troyer ) نے ٹیپو سلطان کے ایک مخطوطہ سے نقل کیا - خوشخط - ۱۷۰ صفحات - اس کی اور نقلیں ایسٹ انڈیا هاؤس - اوسلے ( Ousley ) کلکشن اور کتب خانہ وزیر نظام میں موجود ھیں کتلاگ نمبر ۲۹۴۱ -

۲ - تذکرہ شعرائے هندي از غلام همداني مصحفي (۱۷۶۰ - ۱۸۱۵ع)
محمد شاہ کے عہد ( ۱۷۱۰ع ) سے سنہ ۱۷۸۳ع تک کے شاعروں کے حالات ، فورٹ ولیم کے کتب خانے سے یہ نسخہ سنہ ۱۸۳۲ع میں نقل کیا گیا - ۱۵۴ صفحات کتلاگ نمبر ۲۹۳۸ -

۳ - گلزار ابراهیم - تین سو هندستانی شاعروں کا تذکرہ ، مصنفہ علي ابراهیم امین‌الدولہ ناصر جنگ یہ کام سنہ ۱۷۷۲ع میں شروع کیا گیا اور ۱۷۸۳ع میں ختم هوا - خط نسخ میں نہایت احتیا کے ساتھہ موسیو ٹرویر نے گارساں دتاسي کے لیے نقل کیا - کتلاگ نمبر ۲۸۱۰ -

۴ - گلزار ابراهیم - از علي ابراهیم - خوبصورت نستعلیق میں یہ نسخہ ترنر ماکن (Turner Macan) ایڈیٹر "شاہ نامہ" کي ملکیت رہ چکا تھا - ۲۵۱ ورق کتلاگ نمبر ۲۸۱۱ -

۵ - گلشن هند - از مرزا علي لطف فرزند کاظم بیگ خاں مورخہ ۱۲۱۵ھ (م۱۸۰۰ - ۱۸۰۱ع) لطف نے دیباچہ میں لکھا ھے کہ اُس نے اپنے کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا ھے - صرف پہلا حصہ جو ساتھہ بڑے شاعروں پر مشتمل ھے مکمل ھے - دوسرا ختم نہیں هوا -

سید ذوالفقار علي تجلي نے بتاریخ ۱۲۲۳ھ (م۱۸۳۷ - ۱۸۳۸ع) وزیر نظام حیدرآباد کے نسخے سے نقل کیا - دتاسي کو کرنل سیٹووارڈ

(Steward) نے تحفہ دیا تھا - ۴۰۰ صفحات ، کتلاگ نمبر ۲۸۰۷ -

۶ — مجموعہ نغز - از ابوالقاسم دهلوي ( ۱۸۰۶ - ۱۸۰۷ ) تقریباً آتھہ سو شاعروں کے حالات لکھے ھیں ، نہایت خوشخط مخطوطہ - ۹۱۸ اوراق ، کتلاگ نمبر ۲۹۳۷ -

۷ — عمدہ منتخبہ - از مهر محمد خاں اعظم‌الدولہ سرور ابن نواب ابوالقاسم مظفر خاں بہادر بارہ سو شاعروں کے حالات - ۱۲۲۱ ھ ( م ۱۸۰۶ز - ۲۸۰۷ ع ) نواب حسن علي خاں بہادر نے ۱۸۴۹ ع میں نقل کیا - ۷۴۲ صفحات ، کتلاگ نمبر ۱۹۳۹ -

۸ — دیوان جہان - انتخاب کلام شعرائے هند ، از بهلي نراین لاهوري ۱۸۱۴ ع - تي روبک (T. Robake) کے مشورے پر یہ کام کیا گیا مکتوبہ ۱۸۳۲ ع کتلاگ نمبر ۲۸۰۸ -

۹ — گلشن بے خار ، از محمد مصطفیٰ شیفتہ مصنفہ ۱۲۴۸ - ۱۲۵۰ ھ ( م ۱۸۳۲ - ۱۸۳۴ ) چھہ سو شاعروں کے حالات - یہ کتاب دهلي میں ۱۷۴۵ ع میں شائع هوئي - یہ مخطوطہ ۱۸۳۵ ع میں نہایت احتیاط کے ساتھہ لکھا گیا ، دتاسي کومثوفی بوتدوس دهلوي ( نے دیا تھا - کتلاگ نمبر ۲۹۴۰ —

۱۰ — نسخہ دلکشا - یہ کتاب بابو راجندر لال متھرا کے تذکرہ شعراء کا دوسرا حصہ ھے پہلا حصہ کلکتہ میں ۱۸۷۰ ع میں شائع ھوا - ۱۱۰ صفحات جس میں هندستاني مصنفین پر ۵۸۷ مضامین هیں ، یہ دوسرا حصہ ان شعرا سے متعلق ھے جن کے نام حرف ک سے شروع هوتے هیں - بہت هي خوبصورت مخطوطہ - کتلاگ نمبر ۲۸۰۹ -

۱۱ — گلدستۂ حیدري ، مصنفہ حیدر بخش حیدري مصنف توتا کہاني - یہ کتاب حیدري کي حسب ذیل تین کتابوں کا مجموعہ

ھے :— ۱ - مجموعہ تواریخ و سوانح : (۲) - دیوان - (۳) - شعرائے ھندستاني کا تذکرہ -

یہ تیسري کتاب اگر چہ ترتیب کے لحاظ سے اچھي ھے ، لیکن مصنف نے اسے تکمیل کو نہیں پہنچایا مخطوطہ نہایت اچھي حالت میں ھے ، اور خوشخط نستعلیق میں لکھا گیا ھے - ۲۹۳ ورق کتلاگ ۲۸۱۲ -

# اھم ھندستاني کتب خانوں کے مخطوطے

اس ضمیمے میں دتاسي کے اُن اردو مخطوطوں کي فہرست درج ھے - جو ھندستان کے قابل ذکر کتب خانوں یا اشخاص کي ملکیت تھي اور جو یا تو بجنسہ دتاسي کے یہاں پہنچ گئیں یا جن کي نقلیں نہایت اھتمام کے ساتھ تیار کي گئي تھیں -

۱—محمد شاہ کا شہنشاھي کتب خانہ دھلي :—

"دیوان ولي اورنگ آبادي" اعلیٰ درجہ کا خط - صحیح اور بغیر تغیر و تبدل کے ۲۳۲ صفحات (۲۸۲۹) یہ شاھي کتب خانے کا اصلي نسخہ ھے -

۲—حضور نظام حیدرآباد کا کتب خانہ :—

"پنچھي باچھا" منطق الطیر کا دکني ترجمہ از وجیہ الدین مصنفہ ۱۱۲۴ھ - ۱۷۹ اوراق نظام حیدرآباد کے کتب خانے سے غالباً موسیو سکے نے نقل کرایا (۲۸۶۷) -

۳—حضور نظام کے زیر کا کتب خانہ :—

الف— "دیوان افسوس" میر شیر علي افسوس کا اردو دیوان شروع میں ایک فارسي مقدمہ ھے جس میں مصنف کي سوانح عمري لکھي ھے - خوبصورت مخطوطہ - ۴۲۲

صفحات فی صفحہ ۱۵ سطر؛ یہ وزیر نظام حیدرآباد کے کتب خانے کا اصلی نسخہ ہے - (۱۸۱۱) -

ب --- "گلشن ہند" از مرزا لطف مورخہ ۱۲۱۵ھ کاتب سید ذوالفقار علی تجلی بتاریخ ۱۲۰۳ھ - غالباً کرنل استیوارٹ نے وزیر نظام کے نسخے سے نقل کرایا - اور دناسی کو بطور تحفہ پیش کیا؛ ۴۰۰ صفحات (۲۸۰۷)

۴ --- ٹیپو سلطان بادشاہ میسور کا کتب خانہ :---

"تذکرہ گرویزی" از فتح علی حسینی ۱۱۵۳ھ - کپتان ترویر نے ٹیپو سلطان کے ایک نسخے سے نقل کرایا، خوشخط، ۱۷۰ صفحات، اس کتاب کا ایک ایک نسخہ وزیر نظام حیدرآباد کے کتب خانے اور اُس کے کلکشن میں بھی موجود ہے (۲۹۴۱) -

۵ --- مہا راجہ کالی کرشنا بہادر کے مخطوطے :---

الف "قصہ کا مروپ" از تحسین الدین، کاتب لکھتا ہے کہ وہ اس کو ۲۷ اگھن (نومبر - دسمبر) کو ختم کرتا ہے، مگر سنہ نہیں لکھا ہے - یہ نسخہ خود مہاراجہ نے دناسی کو تحفہ دیا تھا -

ب --- "مصدر فیوض" اسی نام سے کتاب کا سنہ تصنیف بھی نکلتا ہے، از نذیرالدین حسن شیخ قریشی ۱۸۱۵ع - مصنف لکھتا ہے کہ یہ کتاب بریلی کے فارسی سیکھنے والوں کے لئے نواب احمد یار خاں ابن محمد ذوالفقار کی فرمائش پر لکھی گئی، مہا راجہ کالی کرشنا کے لیے سید محمد علی صاحب نے ۱۸۲۹ع میں نقل کیا - ۲۲۴ صفحات، یہ مہا راجہ کا اصل مخطوطہ ہے (۲۹۰۳) -

۶ --- کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال :---

"ترجمۂ تاریخ آسام" ترجمہ مہر بہادر علی حسینی (۱۸۰۵ع)

ایشاٹک سوسائٹي بنگال کے مخطوطہ سے پرنسپ نےنقل کرایا
اور دتاسي کو تحفہ دیا (۲۸۰۵) -

۷— فورٹ ولیم کالج کا کتب خانہ :—

الف — " قصہ فیروز شاہ عاجز دکني " ( دیکھو دکنی مخطوطے)
یہ اصل مخطوطہ فورٹ ولیم کے کتب خانہ میں تھا - نہ
معلوم دتاسي کے یہاں کسي طرح پہنچ گیا (۲۸۰۴) -

ب — " قصہ کامروپ " از تحسین الدین ' موسیو ترویر سکریٹري
هندو کالج کلکتہ نے نہایت اهتمام کے ساتھہ کتب خانے
فورٹ ولیم کے ایک نایاب نسخے سے نقل کرایا (۲۸۵۴) -

ج — " قصہ یوسف زلیخا " از محمد امین دکني ( دیکھو
دکني مخطوطے) یہ مخطوطہ بھی ترویر کی فرمایش پر فورٹ
ولیم کے اصل مخطوطے سے نہایت خوشخط نقل کیا گیا -
۲۹۹ صفحات (۲۸۸۱) -

د — " تذکرہ هندي " از شیخ غلام همداني مصحفي ( دیکھو
دتاسي کے اردو تذکرے ) یہ نسخہ فورٹ ولیم کے کتب خانے
کے مخطوطے سے ۱۸۳۲ ع میں نقل کیا گیا - ۱۵۴ صفحات
( ۲۹۳۸ ) -

## یورپین مستشرقین اور دیگر اشخاص

اس ضمیمے میں اُن یورپي افراد کي تفصیلی فہرست پیش کي
گئي هے جنھوں نے اپنے اردو مخطوطے گارساں دتاسي کو بطور تحفہ نذر
کئے یا جن کے کتب خانوں کے مخطوطے دتاسي نے خریدے تھے -

هر شخص کے نام کے آگے اس کے مخطوطوں کا بھي ذکر کر دیا گیا
هے تاکہ آیندہ اس ضمن میں تحقیقات کرنے والوں کو مدد مل سکے -

اشخاص کے نام انگریزي حروف تہجي کے مطابق سلسله وار لکھے گئے هیں اور توسین میں اُن اردو مخطوطوں کے کیٹلاگ نمبر دے گئے هیں جن کے ذکر کے سلسلے میں فہرست کتب خانه دتاسي میں اُن کا نام آیا ھے -

۱ — آرنٹ (Sandford Arnot) اسٹ لیڈنڈ کا مستشرق " ترجمه گنج خوبي " از میر امن ۱۹۰۲ ع ( ۲۸۳۴ )

۲ — بلنڈ ( R. Bland ) " کلیات سودا " مورخه ۱۷۹۰ ع ( ۲۸۱۷ ) -

۳ — چینڈلر (Henry Chandler) " ترجمه انوار سهیلي دکني " (۲۸۹۳) -

۴ — کلارک (Adam Clarke) " ترجمه انوار سهیلي دکني " مورخه ۱۱۷۹ ھ ( ۲۸۹۲ ) -

۵ — فلکونر (M. Falconer)

( ۱ ) - " دیوان شاه رکن الدین عشق دهلوي ( ۲۸۱۵ )

( ۲ ) - " قصه مهر و ماه " از منشي غلام اکي (Aki) (۲۸۷۵)

۶ - فاربس ( D. Forbes ) -

( ۱ ) - " حیدر نامه " مورخه ۱۲۲۰ھ (۲۷۹۹) -

( ۲ ) - " تولد نامه " مثنوی شیخ غلام محي الدین زشت منگل پوری مورخه ۱۱۹۱ھ مکتوبه مصنف ( ۲۸۳۰ ) -

( ۳ ) - " خیابان ریحان " از ریحان الدین بنگال (۱۸۹۷-۱۸۹۸ع) - (۲۸۷۹)

( ۴ ) - " منتخبات اردو " از میر افضل علي سنه ۱۸۴۰ع (۲۹۰۰) -

( ۵ ) - " مخزن الامثال " از محمد علی سنہاني (۲۸۹۶) -

۷ - فریزر (M. Fraser) مشهور سیاح ایران کے بھائي -

"مجموع داستان" از حکیم حکومت رائے سنه ۲۳۳ ز ع مکتوبہ مصنف (۲۸۴۴) -

۸ - گلکرائسٹ (Dr. Gilchrist) "قصه کامروپ" از گُدن لال لاهوری - مکتوبہ مصنف (۲۸۵۱) -

۹ - هوتن (Sir Chamnez Haughton) "دیوان ولا" از مرزا لطف علي دهلوي (۲۸۲۰) -

(۲) - "جنگ نامه سهراب و رستم" از منشي کاظم‌الدین دکني - (۲۸۹۱)

۱۰ - لیس (Nessan Lees) (۱) - "مرثیه اول رزمه" از سید آغاحسن موسوی امانت دهلوي (۲۸۳۱) -

(۲) - "چار مراثي" از مرزا سلامت علي دبیر لکهنوي (۲۸۳۲) -

۱۱ - ماکن (Turner Macan) ایڈیٹر شاه نامه -

(۱) - "گلزار ابراهیم" از علي ابراهیم خاں (۲۸۱۱) -

(۲) - "کلیات جرات" از قلندر بخش (۲۸۱۲) -

۱۲ - مارسل (Mercel) بیلیو تک نیشونل کا ڈائرکٹر - "قصه شیخ ضیاء" دکني مثنوي (۲۸۷۴) -

۱۳ - پریسار (S. Lee Peraisant) - "دیوان ولي" مورخه سنه ۱۸۰۱ع (۲۸۲۸) -

۱۴ - پرائس (W. Price) - مصنف هندستاني گرامر "دیوان ولي" مخطوطه "د" (۲۸۲۳) -

۱۵ - پرنسپ (Prinsip) - "تاریخ شیر شاه" مترجمهٔ مظهر علي خاں ولا ؟ سنه ۱۸۰۵ع - (۲۸۰۲) -

۱۶ - روبک (T. Roebuck) اسی مستشرق کے مشورے پر بیلي نارائن لاهوري نے اپنے انتخاب دیوان جهان کا کام تکمیل کو پهونچایا - "کلیات قلندر بخش جرأت" مورخه سنه ۱۸۰۸ع (۲۸۱۴) -

۱۷ - رومر - (Romer) - "قصہ مادھو نل" از مرزا لطف علي ولا سنہ ۱۲۱۵ (۲۸۷۱) -

۱۸ - رسل - (J. W. Russel) - "دیوان ولی" مخطوطہ ف - (۲۸۲۵) -

۱۹ - شکسپیر - (G. Shakespeare) - "نو طرز مرصع چہار درویش" از میر محمد عطاحسین تحسین مورخہ سنہ ۱۷۸۸ع (۲۸۹۰) -

( ۲ ) - "دیوان ولی" مخطوطہ ف (۲۸۲۵) -

۲۰ - سکے - (M. E. Sice) مقیم پانڈیچری -

( ۱ ) - "خزانۂ عبادت" از شاہ محمد قادري ۱۱۹۹ھ (۲۷۸۹) -

( ۲ ) - "خلاصہ تاریخ نادر شاہ" حیدري کے ترجمہ سے اس کو کوئي تعلق نہیں (۲۷۹۹) -

( ۳ ) - "پنچھي با چھا" از وجیہ الدین ۱۱۲۴ھ نظام حیدرآباد کے کتب خانے سے نقل کیا گیا - (۲۸۹۷) -

( ۴ ) - "دکني غزلیں" (۲۹۱۳) -

۲۱ - یسٹیوارڈ - (Col. Steward) - "گلشن ھند" از مرزا علی لطف وزیر نظام حیدرآباد کے کتب خانے سے نقل کیا گیا (۲۸۰۷) -

۲۲ - ترویر (Cap. Troyer) سکریٹري کلکتہ ھندو کالج -

۱ - گلزار ابراھیم - از علی ابراھیم خاں خلیل - خود ترویر کا مکتوبہ (۲۸۱۰) -

( ۲ ) - "قصہ کامروپ" از تحسین الدین - فورٹ ولیم کے کتب خانے سے ترویر نے نہایت اھتمام سے نقل کرایا (۲۸۵۴) -

( ۳ ) - "قصہ یوسف زلیخا" از امین دکني سنہ ۱۶۰۰ع - فورٹ ولیم کے کتب خانے سے ترویر نے نہایت اھتمام سے نقل کرایا (۲۸۸۱) -

(۴) - "تذکرہ گرویزي" از علی حسین گرریزي سنہ ۱۱۵۳ع - خود ترویر نے ٹیپو سلطان کے ایک مخطوطے سے نقل کیا (۲۹۴۱) -

۲۴ - وائٹ (Col. Wight) - "مجموعہ کلام ھندستانی و فارسي"
از صدرالدین محمد فیض ابن زبردست خان (۲۸۷۸) -

---

ان مستشرقین کے علاوہ دس اور یورپي افراد کے نام گارسان دتاسی کے اردو مخطوطوں کے سلسلے میں ھماری نظر سے گذرتے ھیں - گو ان کا حسب ذیل تذکرہ بظاھر کوئي اھمیت نہیں رکھتا مگر ممکن ھے کہ کسي وقت تحقیق و تفتیش میں اس سے مدد ملے - فوسین میں دتاسی کے ان مخطوطوں کا فہرست نمبر درج ھے جن کے سلسلے میں ان اشخاص کا ذکر آیا ھے -

۱ - انڈرسن (James Anderson) اور گلاڈون نے ملفوظات جہانگیري کے انتخابات کئے تھے (۲۷۹۷) -

۲ - بوتروس ( F. Boutrous ) پرنسپل دھلی کالج - اس شخص کي زیر نگراني مولوی امام بخش صہبائي نے "حدائق البلاغت" کا اردو ترجمہ کیا (۲۹۰۱) بوتروس ھي نے دتاسي کے لیے نہایت احتیاط سے اس ترجمہ کا ایک نسخہ لکھوایا -

اسی بوتروس نے دتاسي کو مصطفیٰ خان شیفتہ کا "تذکرۂ گلشن بے خار" بھي نقل کرا کر تحفہ دیا تھا (۲۹۴۰) -

۳ - فولس (Captain Foules) - اس شخص کي فرمایش پر کلیات ولي سنہ ۱۷۸۰ء میں نقل کیا گیا تھا (۲۸۲۹) -

۴ - فرانسس - (M. Robert Fransis) اس شخص کو تحفہ دیئے کے لیے شاہ حسین خان حقیقت دھلوي نے اپنے قصے "جذب عشق" کو ۱۲۱۲ھ ( م ۱۷۹۷ - ۱۷۹۸ ) میں نقل کیا - یہ نسخہ اصل کام کي تیسري نقل ھے - نقل کرتے وقت مصنف فتح گڈھ کیمپ میں تھا - اس کتاب میں ایک صحیح واقعہ بیان کیا گیا ھے جو بمقام سماري

۱۲۰۴ھ (م - ۱۷۸۹ - ۱۷۹۰) گذرا - اس کا سنہ تصنیف ۱۲۱۱ھ ھے (۲۸۸۳) -

۵—گلاڈون - (Gladuin) نے " ملفوظات جہانگیری " کے انتخابات پیش کئے تھے (۲۷۹۷) -

۶—هیربلو - (D ' Herlbelot) نے ایک کتاب " قصہ‌العجیبہ " کا ذکر کیا ھے جس میں وهي قصہ بیان کیا گیا ھے جو نظام الدین دکني کي کتاب " کھوپري نامہ " میں یسوع مسیح کي نسبت لکھا گیا ھے (۲۸۶۹ - ۳) -

۷—جونس -(sir William Jones) نے " تاریخ نادري حیدري " کا انگریزي میں ترجمہ شایع کیا - (۲۸۰۱) -

۸—لیڈن - ( Leydan ) - " گلشن عشق " نصرتي دکني (۱۶۵۸) مورخہ سنہ ۱۷۵۸ اسي شخص کي ملک تھی جو دتاسي نے حاصل کي - (۲۸۷۶) -

۹—لٹل (Captain Thomas Little.) یہ شخص تیپو سلطان کي مخالف انگریز فوج میں سردار تھا - اور اسي کي فرمایش پر حیدر نامہ فارسي کا اُردو میں ترجمہ کیا گیا - اس کتاب میں حیدر علي اور تیپو سلطان کے سوانح و حالات درج ھیں - مورخہ ۱۲۲۰ھ (۲۷۹۹) -

۱۰—مونات (James Monot) فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں یہ شخص هندستاني پروفیسر تھا اور اس نے " بیتال پچیسي " مترجمہ سري للو لال کبي گجراتی اور مظہر علي خان ولا پر نظر ثاني کرنے کے لیے تھریکي چرن مترا سے فرمایش کی - (۲۸۶۸) -

---